© rasailojaraid.com

شِرْكَةُ الصَّنائِعُ

مفتی وزیر احمد

جامعہ ضیائے مدینہ، لیہ

(قسط۔۲)

عمل شریکین پر لازم ہوگا۔

شریکین ''عقد شرکت'' جب کرلیں تو دونوں پر لیا ہوا کام ضروری ہوگا قبل از فسخ عقد شرکت کوئی شریک عذر نہیں کرسکتا کہ یہ کام مجھ پر ضروری نہیں، کیونکہ میں نے جب کام لیا ہی نہیں تو مجھ پر لازم کیوں۔؟

علامہ برہان مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَمَايَتَقَبَّلُهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْعَمَلِ يَلْزَمُهُ وَيَلْزَمُ شَرِيْكَهُ حَتّٰى اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍمِنْهُمَايُطَالِبُ بِالْعَمَلِ وَيُطَالِبُ بِالْاَجْرِ وَيَبْرَءُ الدَّافِعُ بِالدَّفْعِ اِلَيْهِ وَهٰذَاظَاهِرٌ فِي الْمُفَاوَضَةِ وَفِي غَيْرِهَااِسْتِحْسَانٌ وَالْقِيَاسُ خِلَافُ ذٰلِكَ لِاَنَّ الشِّرْكَةَ وَقَعَتْ مُطْلَقَةًوَالْكَفَالَةُ مُقْتَضَى الْمُفَاوَضَةِ وَجْهُ الْاِسْتِحْسَانِ اَنَّ هٰذِهِ الشِّرْكَةَ مُقْتَضِيَةٌ لِلضَّمَانِ اَلَاتَرٰى اَنَّ مَاتَقَبَّلَهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْعَمَلِ مَضْمُوْنٌ عَلَى الْاٰخَرِ وَلِهٰذَايَسْتَحِقُّ الْاَجْرَ بِسَبَبِ نِفَاذِ تَقَبُّلِهِ عَلَيْهِ فَجَرٰى مَجْرَى الْمُفَاوَضَةِ فِي ضَمَانِ الْعَمَلِ وَاقْتِضَاءِ الْبَدَلِ.

جو کام ان میں سے ایک قبول کرے گا وہ اسکو اور اس کے شریک کو لازم ہوگا، یہاں تک کہ ان میں سے ہرایک سے کام کرنے کا مطالبہ ہوگا، ہرایک جرت کا مطالبہ کرسکے گا۔ اور اسکو (اجرت) دینے والا دینے کے ساتھ بری ہوجائے گا اور یہ (شرکۃ) مفاوضہ میں ظاہر ہے اور مفاوضہ کے ماوراء میں استحسانا ہے۔ اور قیاس اسکے خلاف ہے، کیونکہ شرکت مطلقا واقع ہوئی ہے اور کفالت شرکت مفاوضہ کا مقتضی ہے، استحسان کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرکت ضمان کا مقتضی ہے کیا نہیں تجھ پر یہ واضح نہیں کہ ان میں سے ہرایک جس کام کو قبول کرے گا تو وہ دوسرے پر لازم ہوگا یہی وجہ ہے کہ وہ مزدوری کا مستحق ہوتا ہے اس پر اسکے قبول کرنے کے نفاذ کے سبب کی وجہ سے لہذا یہ ضمانِ عمل اور اقتضاء بدل میں مفاوضت کے قائم مقام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگا۔(ہدایہ؛۲/۶۱۲،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَمَایَتَقَبَّلُہٗ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَامِنَ الْعَمَلِ یَلْزَمُہٗ وَیَلْزَمُ شَرِیْکَہٗ

حصہ داروں میں سے جوبھی کام قبول کرے گا،شریکین پرلازم ہوگا۔(خزانۃ الفقہ:۲۳۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ شیخ اسعد صاغرجی لکھتے ہیں:

"وَمَایَتَقَبَّلُہٗ کُلُّ وَاحِدٍمِّنْھُمَامِنَ الْعَمَلِ یَلْزَمُہٗ وَیَلْزَمُ شَرِیْکَہٗ،لِاَنَّہٗ سَلَّطَہٗ عَلٰی اَنْ یَّتَقَبَّلَ لَہٗ،وَلِنَفْسِہٖ"۔ شریکین میں سے جوبھی کام لے گادونوں کولازم ہوگا۔کیونکہ متقبل شریک نے اپنے اوپرلازم کیاہے کہ وہ اپنے حصہ داراوراپنی ذات کے لئے کام لے۔(الفقہ الحنفی وادلتہ؛۲/۱۱۴،وحیدی کتب خانہ پشاور)

غیرحاضرشریک کیامنافع لے گا؟

شریکین میں سے ایک شریک مریض ہوجائے یاسفرپرچلاجائے،بلاوجہ کام سے بیشتراوقات غیرحاضررہےتواجرت پائے گا۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِذَاعَمِلَ اَحَدُالشَّرِیْکَیْنِ دُوْنَ الْاٰخَرِ بِعُذْرٍ اَوْ بِغَیْرِہٖ فَالرِّبْحُ بَیْنَھُمَا۔

شریکین میں ایک اگرکام کرے اوردوسراعذریابلاعذرکام نہ کرے تونفع دونوں کے درمیان بانٹاجائے گا۔

(الاشباہ والنظائر؛۱۹۲،قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاِنْ عَمِلَ اَحَدُھُمَادُوْنَ الْاٰخَرِ فَالْکَسْبُ بَیْنَھُمَانِصْفَیْنِ سَوَاءٌ کَانَتْ عِنَانًااَوْ مُفَاوَضَۃً...وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا مَرِضَ اَحَدُ الشَّرِیْکَیْنِ اَوْسَافَرَاَوْ بَطَلَ فَعَمِلَ الْاٰخَرُ کَانَ الْاَجْرُبَیْنَھُمَا۔

ایک شریک اگرکام کرےاوردوسرانہ کرےتومزدوری ان دونوں کےدرمیان بانٹی جائے گی،خواہ شرکت عنان ہویامفاوضہ۔۔۔امام ابویوسف رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں"ایک شریک جب بیمار ہوجائے یامسافر،بےکاررہےاوردوسرافریق کام کرےتواجرت دونوں کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔

(ہندیہ؛۲/۳۲۹،داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاِنْ عَمِلَ اَحَدُهُمَادُوْنَ الْاٰخَرِ فَالْكَسْبُ بَيْنَهُمَانِصْفَانِ.

پتی داروں میں سے ایک اگر کام کرے، دوسرا نہ کرے تو کمائی ان کے مابین نصف نصف ہوگی۔

(خزانۃ الفقہ:۲۳۴؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شریکین میں سے ایک کا حصہ اگر زیادہ طے ہو۔؟

شریکین میں سے ہرایک کے لئے حصہ برابر ہونا ضروری نہیں، بلکہ جو فریق کاریگری کے اعتبار دوسرے حصہ دار سے کم ہو اس کے لئے زاید حصہ اور کامل ہنرمند کے لئے کم تر حصہ متعین کرنا جائز ہے، البتہ حصوں میں فرق کی صورت میں نقصان میں بھی اسی طرح تفاوت ہوگا، کل اجرت سے جتنے فیصد جو مزدور لے گا نقصان ہونے کے وقت تاوان بھی اتنے فیصد ادا کرے گا۔

علامہ برھان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْشَرَطَاالْعَمَلَ نِصْفَيْنِ وَالْمَالَ اَثْلَاثًا جَازَ وَفِي الْقِيَاسِ لَايَجُوْزُ لِاَنَّ الضَّمَانَ بِقَدْرِالْعَمَلِ فَالزِّيَادَةُ عَلَيْهِ رِبْحُ مَالَمْ يُضْمَنْ فَلَمْ يَجُزِ الْعَقْدُلِتَادِيَةِ اِلَيْهِ وَصَارَ كَشِرْكَةِ الْوُجُوْهِ لٰكِنَّانَقُوْلُ مَايَاخُذُهُ وَلَايَاخُذُهُ رِبْحًالِاَنَّ الرِّبْحَ عِنْدَ اتِّحَادِ الْجِنْسِ وَقَدِاخْتَلَفَ لِاَنَّ رَاسَ الْمَالِ عَمَلٌ وَالرِّبْحُ مَالٌ فَكَانَ بَدْلُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ يَتَقَوَّمُ بِالتَّقْوِيْمِ فَيَقَدَّرُبِقَدْرِمَاقُوِّمَ بِهِ فَلَايَحْرُمُ بِخَلَافِ شِرْكَةِ الْوُجُوْهِ لِاَنَّ جِنْسَ الْمَالِ مُتَّفِقٌ وَالرِّبْحُ يَتَحَقَّقُ فِي الْجِنْسِ الْمُتَّفِقِ وَرِبْحُ مَالَمْ يَضْمَنْ لَايَجُوْزُ اِلَّا فِي الْمُضَارَبَةِ....

اوراگر دونوں شریک نے کام کی نصف نصف، مال کی تین تہائی کی شرط لگائی تو جائز ہے۔اور قیاس یہ ہے کہ جائز نہ ہو، کیونکہ ضمان عمل کے بقدر ہوتی ہے پس اس پر زیادتی اس چیز کا نفع ہے جو مضمون نہیں لہذا عقد جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ عقد مفضی ربح غیر مضمون ہے تو گویا کہ یہ شرکت الوجوہ کی مثل ہوگیا لیکن ہم کہتے ہیں جس چیز کو وہ لے گا اسکو بطریق ربح نہیں لے گا۔ کیونکہ نفع جنس کے متحد ہونے کے وقت ہوتا ہے اور (یہاں) جنس مختلف ہے۔ کیونکہ راس المال عمل ہے اور نفع مال ہے پس وہ عمل کا بدل ہوگا اور عمل قیمت لگانے کے ساتھ متقوم ہوتا ہے لہذا اتنی مقدار کے ساتھ متقدر ہوگا جتنی مقدار کی قیمت لگائی گئی لہذا احرام نہیں ہوگا بخلاف شرکت الوجوہ کے کیونکہ جنس مال متفق ہے، نفع جنس متفق میں متحقق ہوتا ہے اور اس چیز کا نفع جو مضمون نہیں صرف مضاربت میں جائز ہے۔

(ہدایہ:۶۱۲/۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَنَّ التَّفَاضُلَ فِی الرِّبْحِ عِنْدَاشْتِرَاطِ التَّسَاوِیْ فِی الْعَمَلِ لَا یَجُوْزُ قِیَاساً لِاَنَّ الضَّمَانَ بِقَدْرِمَاشُرِطَ عَلَیْهِ مِنَ الْعَمَلِ فَالزِّیَادَةُ عَلَیْهِ رِبْحُ مَالَمْ یُضْمَنْ فَلَمْ یَجُزِ الْعَقْدُ کَمَافِی شِرْکَةِ الْوُجُوْهِ وَیَجُوْزُاِسْتِحْسَاناً لِاَنَّ مَایَاخُذُهٗ لَیْسَ رِبْحًا لِاَنَّ الرِّبْحَ اِنَّمَایَکُوْنُ عِنْدَاِتِّحَادِ الْجِنْسِ وَهُنَا رَاسُ الْمَالِ عَمَلٌ وَالرِّبْحُ مَالٌ فَلَمْ یَتَّحِدِ الْجِنْسُ فَکَانَ مَایَاخُذُهٗ بَدَلُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ یَتَقَوَّمُ بِالتَّقْوِیْمِ اِذَارَضِیَابِقَدْرِمُعَیَّنٍ فَیُقَدَّرُ بِقَدْرِمَاقُوِّمَ بِهٖ فَلَمْ یُؤَدِّ اِلٰی رِبْحِ مَالَمْ یُضْمَنْ بِخِلَافِ شِرْکَةِ الْوُجُوْهِ۔

کام میں یکسانیت کی شرط کے ساتھ (ایک شریک کے لئے نفع میں) زیادتی ازروئے قیاس جائز نہیں۔ کیونکہ ضمان بقدر عمل ہوتی ہے پس اس پر زیادتی اس چیز کا نفع ہے جو مضمون نہیں۔ لہذا عقد جائز نہیں ہوگا جیسا کے شرکت الوجوہ میں۔ مگر استحساناً (ایک فریق کے لئے زاید اجرت) جائز ہے۔ کیونکہ جس چیز کو وہ لے گا اسکو بطریق ربح نہیں لے گا۔ کیونکہ نفع جنس کے متحد ہونے کے وقت ہوتا ہے اور یہاں راس المال عمل ہے اور نفع مال ہے تو جنس غیر متحد ہے پس وہ عمل کا بدل ہوگا اور عمل قیمت لگانے کے ساتھ متقوم ہوتا ہے۔ لہذا اتنی مقدار کے ساتھ متقدر ہوگا جتنی مقدار معین پر شریکین راضی ہونگے (عمل کی جتنی قیمت طے ہوگی اتنی مقدار کے ساتھ متقدر ہوگا) ایسا کرنا مؤدی الی ربح غیر مضمون نہیں ہوگا بخلاف شرکت الوجوہ کے۔

(فتاویٰ شامی ؛۳/۳۸۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْشَرَطَا الْعَمَلَ نِصْفَیْنِ وَالْمَالَ اَثْلَاثًاجَازَ اِسْتِحْسَاناًکَذَافِیْ الْعَیْنِیِّ شَرْحِ الْکَنْزِ...وَلَوْشَرَطَااَکْثَرَ الرِّبْحِ لِاَ دْنَاهُمَا عَمَلًا فَالْاَصَحُّ الْجَوَازُ کَذَافِیْ النَّهْرِ الْفَائِقِ ...

حصہ داروں نے کام نصف نصف اور اجرت تین حصوں میں بانٹنے کی شرط لگائی (یعنی ایک شریک تہائی اجرت لے گا اور کام آدھا کرے گا اور دوسرا شریک مزدوری دو تہائی لے گا مگر کام نصف کرے گا) تو استحساناً جائز ہے۔ عمل کے اعتبار سے جو شریک ادنیٰ ہے اس کے لئے زاید عوض کی اگر شرط لگائیں تو قول اصح کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے۔

(ہندیہ؛۲/۳۲۹، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علامہ شیخ اسعد صاغرجی لکھتے ہیں:

"فَاِنْ شَرَطَا التَّفَاضُلَ وَالرِّبْحَ فَکَمَاشَرَطَالِاَنَّ الْاُجْرَةَ بَدَلُ عَمَلِهِمَاوَاِنَّهُمَایَتَفَاوَتَانِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَيَكُوْنُ اَحَدُهُمَا اَجْوَدَ عَمَلاً وَّاَحْسَنَ صَنَاعَةً فَيَجُوْزُ وَهٰذِهِ الزِّيَادَةُ لَيْسَتْ زِيَادَةَ رِبْحٍ اِنَّمَاهِيَ بَدَلُ الْعَمَلِ لِاَنَّ الرِّبْحَ يَقْتَضِي الْمُجَانَسَةَ بَيْنَ رَاسِ الْمَالِ وَلَامُجَانَسَةَ لِاَنَّ رَاسَ الْمَالِ هُوَالْعَمَلُ وَالرِّبْحُ مَالٌ فَكَانَ بَدَلَ الْعَمَلِ''۔

پتی داروں نے اگر تفاضل اور ربح کی شرط لگائی تو اسی طرح ہوگا۔ کیونکہ اجرت دونوں کے عمل کاعوض ہے اور وہ دونوں یکساں نہیں۔ کیونکہ ان میں سے ایک عمل اور صناعت کے لحاظ بہتر ہوگا تو ایسا کرنا جائز ہے اور زیادتی بھی نہیں۔ کیونکہ وہ عمل کا بدل ہے اس لئے کہ نفع رائس المال کے مابین مجانست کا مقتضی ہے اور (اس مقام میں مجانست نہیں) کیونکہ رائس المال عمل ہے اور نفع مال ہے تو وہ عمل کابدل ہے۔

(الفقہ الحنفی وادلتہ:۲/۱۱۴،وحیدی کتب خانہ پشاور)

ایک شریک سے اگر نقصان ہو جائے۔؟

شریکین میں سے ایک سے بلا تعدی اگر نقصان ہو جائے تو دونوں شریک تاوان دیں گے خواہ نقصان کے وقت دوسرا شریک موجود ہو یا نہ۔ البتہ کوئی شریک اگر تصرف بے جا کی صورت میں نقصان کرے تو پھر ضمان اسی پر ہوگی۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَاِذَا جَنَتْ يَدُاَحَدِهِمَافَالضَّمَانُ عَلَيْهِمَا يُؤَاخِذُ صَاحِبُ الْعَمَلِ اَيَّهُمَاشَاءَ بِجَمِيْعِ ذٰلِكَ هٰكَذَافِيْ الْمُحِيْطِ نَاقِلاً عَنِ الْمُنْتَقٰى۔۔

شریکین میں جس سے بھی نقصان ہو تاوان دونوں پر ہوگا، صاحب عمل جس سے چاہے مکمل نقصان لے لے۔ (ہندیہ:۲/۳۲۹،داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

تقبل سے قبل عقد شرکت ضروری ہے۔

چند شرکاء جب بھی کام لیں تو اولاً ضروری ہے کہ شرکت پر اتفاق کریں بعدازاں کام لیں ورنہ شرکت فاسد ہوگی۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ اِنِ اتَّفَقَ صَانِعَانِ الخ) اَشَارَاِلٰى اَنَّهُ لَا بُدَّ مِنَ الْعَقْدِ اَوَّلاًبِاَنْ يَتَّفِقَاعَلَى الشَّرِكَةِ قَبْلَ التَّقَبُّلِ لِمَا سَيَاتِيْ

© rasailojaraid.com

☆حافظ علی تکبیر ةالاحرام جماعة واكثر المكث فی المسجد وعود نفسك المبادرة للصلاة عند السرور۔☆

© rasailojaraid.com

ماتن کی اس عبارت "اِنِ اتَّـفَـقَ صَـانِعَـانِ" (دو ہنرمند اگر متفق ہوں) سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عقد کے لئے اولاً تقبل سے قبل شرکت پر شریکین کا اتفاق ضروری ہے۔

(فتاویٰ شامی: ۳/۳۸۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید موصوف اسی ضابطہ سے مسئلہ متفرع کی ایک صورت لکھتے ہیں:

لَوْ تَـقَبَّلَ ثَلَاثَةٌ عَمَلاً بِلَا عَقْدِ شِرْكَةٍ فَعَمِلَهُ اَحَدُهُمْ فَلَهُ ثُلُثُ الْاَجْرِ وَلَاشَيْءَ لِلْآخَرِيْنِ وَسَيَاتِيْ بَيَانُهُ وَالْمُرَادُ عَقْدُ الشَّرِكَةِ عَلَى التَّقَبُّلِ وَالْعَمَلِ لِمَافِيْ الْبَحْرِ عَنِ الْقُنْيَةِ اِشْتَرَكَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْحَمَّالِيْنَ عَلَى اَنْ يَمْلَاَ اَحَدُهُمُ الْجَوَالِقَ وَيَاخُذَ الثَّانِيْ فَمَهَا وَيَحْمِلَهَا الثَّالِثُ اِلَى بَيْتِ الْمُسْتَاجِرِ وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ فَهِيَ فَاسِدَةٌ

... فَاِنَّ شِرْكَةَ الْحَمَّالِيْنَ صَحِيْحَةٌ اِذَا اشْتَرَكُوْا فِيْ التَّقَبُّلِ وَالْعَمَلِ جَمِيْعًا... لَوِاشْتَرَكَا عَلَى اَنْ يَتَقَبَّلَا اَحَدُهُمَا الْمَتَاعَ وَيَعْمَلَ الْاٰخَرُ اَوْيَتَقَبَّلَهُ اَحَدُهُمَا وَيَقْطَعَهُ ثُمَّ يَدْفَعَهُ اِلَى الْاٰخَرِ لِلْخِيَاطَةِ بِالنِّصْفِ جَازَ كَذَافِيْ...

تین آدمیوں نے بلا عقد شرکت کام لیا پھر ان تین میں سے ایک نے کام کیا تو عامل کے لئے اجرت کا ثلث ہوگا (لیکن یہ حکم قضاء ہے ورنہ دیانۃً پوری اجرت اسے دی جائے) اور باقیوں کے لئے کوئی شی ءنہیں ہوگی، عنقریب اسکی تفصیل ملاحظہ ہوگی اور "عقد شرکۃ" سے مراد تقبل اور عمل پر عقد شرکت ہے۔ "قنیہ" سے بحر میں ہے تین حمالوں نے یوں شرکت کہ ان میں سے ایک بوریوں (میں غلہ ڈال کر انہیں) بھرے گا، دوسرا انہیں سیل کرے گا اور تیسرا اسے اٹھا کر مستاجر کے گھر پہنچائے گا، اور اجرت ان کے درمیان برابر ہوگی تو ایسی شرکت فاسد ہوگی۔

بار بردار مزدور "تقبل اور عمل" دونوں میں جب شرکت کریں تو پھر شرکت صحیح ہے۔۔۔اور اگر یوں شرکت کریں کہ "ایک شریک سامان وصول کرے اور دوسرا کام کرے یا ان میں سے ایک (کپڑا) لے اور اس کو کاٹے پھر دوسرے کو سلائی کے لئے نصف اجرت کے عوض دے دے تو جائز ہے۔ (ایضاً)

(فتاویٰ شامی: ۳/۳۸۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نفع کی مقدار معلوم ہونا اور اس میں اشتراک بطریق شیوع ہونا لازمی ہے۔

شریکین میں سے ہر ایک کے لئے حصہ کا معلوم ہونا ضروری ہے، کیونکہ بیع میں ثمن اگر مجہول ہو یا اجارہ میں اجرت مجہول ہو تو عقد فاسد ہوتا ہے ایسا ہی شرکت میں ہے۔ کیونکہ شرکت میں معقود علیہ نفع ہے اور معقود علیہ کی جہالت مفسد عقد ہے۔ نیز شریکین کے مابین ایسی شرط کا منتفی ہونا ضروری ہے جو قاطع شرکت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو۔ اس لئے ایسا کرنے میں ممکن ہے کہ آمد اور عوض اس قدر حاصل ہو جو ایک شریک کا معین حصہ ہو سکے اور دوسرا شریک کام کرنے کے باوجود تہی دست گھر لوٹے۔

چنانچہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمِنْهَا: اَنْ يَكُوْنَ الرِّبْحُ مَعْلُوْمَ الْقَدْرِ، فَاِنْ كَانَ مَجْهُوْلًا تَفْسُدُ الشَّرِكَةُ، لِاَنَّ الرِّبْحَ هُوَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهِ وَجِهَالَتُهُ تُوْجِبُ فَسَادَ الْعَقْدِ، كَمَا فِي الْبَيْعِ وَالْاِجَارَةِ. وَمِنْهَا: اَنْ يَكُوْنَ الرِّبْحُ جُزْءً شَائِعًا فِي الْجُمْلَةِ لَا مُعَيَّنًا، فَاِنْ عَيَّنَا عَشَرَةً اَوْ مِائَةً اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ كَانَتِ الشَّرِكَةُ فَاسِدَةً، لِاَنَّ الْعَقْدَ يَقْتَضِيْ تَحَقُّقَ الشَّرِكَةِ فِي الرِّبْحِ وَالتَّعْيِيْنُ يَقْطَعُ الشَّرِكَةَ لِجَوَازِ اَنْ لَا يَحْصُلَ مِنَ الرِّبْحِ اِلَّا الْقَدْرُ الْمُعَيَّنُ لِاَحَدِهِمَا فَلَا يَتَحَقَّقُ الشَّرِكَةُ فِي الرِّبْحِ.

(شرکت الصنائع کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ) نفع کی مقدار معلوم ہو، اگر مجہول ہو تو شرکت فاسد ہوگی۔ کیونکہ نفع (عمل کا بدل) معقود علیہ ہے اور معقود علیہ کی جہالت مفسد عقد ہوتی ہے جیسا کہ بیع اور اجارہ میں۔ نیز (یہ بھی شرط ہے) کہ کل آمد میں عوض جزء شائع ہو، معین نہ ہو (شریکین ایک شریک کے لیے) دس یا سو درہم طے کرلیں تو شرکت فاسد ہوگی، کیونکہ عقد نفع میں تحقق شرکت کا مقتضی ہے اور تعیین قاطع شرکت ہے چونکہ بعید نہیں کہ نفع کا حصول بقدر معین ہو (جو کہ ایک حصہ دار کا فقط طے شدہ حصہ بنے اور اس طرح) شرکت فی الربح غیر متحقق ہوگی۔ (بدائع الصنائع: ۵/۷۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ایک جانب سے سامان اور دوسری جانب سے عمل ہو۔؟

کبھی بے زر ہنرمند آلات حرفت نہ ہونے کی بنا پر یوں بھی شرکت کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے کام اور عمل ہوتا ہے اور دوسرے حصہ دار کی جانب سے عمل اور نہ تقبل، بلکہ فقط سامان ہوتا ہے اور اسے "شرکۃ العروض" کہا جاتا ہے۔

عصر حاضر میں اسکی امثال کی ایک طویل فہرست ہے۔

۱۔ نجار، خیاط، طباخ، معمار، پاپوش ساز، زرگر، مکینک اور انجینئر بعض اوقات جدید آلاتِ صنعت اور اوزار حرفت پاس نہ ہونے کی بنا پر مالدار لوگوں سے اس طرح عقد شرکت کرتے ہیں کہ غنی آدمی ضرورت کے ہتھیار انہیں خرید کر دے دیتا ہے اور کاریگر ان کی مدد سے کام کرتا ہے، حاصل ہونے والی مزدوری سے آلات کے مالک کو طے شدہ حصہ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھتا ہے۔

۲۔ شادی بیاہ اور جلسے جلوسوں میں استعمال ہونے والے ظروف، سائبان نشستیں اور دیگر ضرورت کی اشیاء خرید کر ایک آدمی کو دے دی جاتی ہیں۔ اور وہ لوگوں کو سامان کرایہ پر دیتا رہتا ہے پھر چھ ماہ یا سال بعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملنے والا کرایہ تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

۳۔ ڈرائیوران صاحبان کو کبھی ہمہ قسمی گاڑیاں خرید کر اس لیے دے دی جاتی ہیں تاکہ وہ انہیں کرایہ پر چلائیں اور کچھ حصہ مالک کو دیں اور خود بھی رکھیں۔

۴۔ ناخداؤں کو کشتیاں دی جاتی ہیں اور ان کے ذریعے ملاحوں کو جو کرایہ ملتا ہے وہ کشتیوں کو مالکوں اور ملاحوں کے درمیان طے شدہ بات کے مطابق تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹرز ایک ماہر آدمی کو لیباٹریاں، ایکسرے مشین، الٹراساؤنڈ دے دیتے ہیں، پھر ٹیسٹ کے ملنے والے پیسے تقسیم کرلیے جاتے ہیں۔

۶۔ دکان اور دفتر کرایہ پر استعمال کرنے والا آدمی جب دکان اور دفتر چھوڑتا ہے تو دوسرا لینے والا آدمی اسکا کرایہ تو مالک کو دیتا ہی ہے اور کبھی اس دکان میں نصب شدہ الماریاں اور تزیین و آرائش کے عوض شرکت کی بناء پر اس سے رقم کا ایک خاص حصہ وصول کرتا رہتا ہے۔

۷۔ ماہی گیروں کو مچھلی پکڑنے کے لیے جال اور کشتی دی، مچھلی ملنے کی صورت میں سامان کے مالک اور شکاری کے درمیان مچھلی یا اس کو فروخت کرنے کے بعد پیسے تقسیم کرلیے۔

۸۔ زرعی آلات، تھریشر، ٹرالی اور کمپائن سیزن کے مواقع ایک شریک کو اس لئے بھی دی جاتی ہیں کہ وہ ان اشیاء سے مزدوری کرے، پھر طے شدہ حصہ کے مطابق آلات وغیرہ کے مالک اور ان اشیاء کی مدد سے محنت، مزدوری کرنے والے آدمی کے درمیان وہ مزدوری بانٹی جائے۔

حالانکہ ایک طرف سے فقط سامان ہو اور دوسری طرف سے عمل ہو تو شرکت فاسد ہے، مندرجہ آٹھوں امثال شرکت فاسد کی ہیں اس طرح شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْ مِنْ اَحَدِهِمَا اَدَاةُ الْقِصَارَةِ وَالْعَمَلُ مِنَ الْاٰخَرِ فَسَدَتْ وَالرِّبْحُ لِلْعَامِلِ وَعَلَيْهِ اَجْرُ مِثْلِ الْاَدَاةِ

شریکین میں سے ایک کی جانب سے ''اداء القصارۃ'' اور دوسرے کی جانب سے ''عمل'' ہو تو شرکت فاسد ہوگی۔ نفع اور عوض کام کرنے والے کا ہوگا اور اس پر ''آلہ'' کی اجرت مثلی ہوگی (جو کہ اس کے مالک کو دے گا)۔

(فتاویٰ شامی: ۳۸۱/۳؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لَوْدَفَعَ دَابَّتَهُ اِلَى رَجُلٍ لِيُؤَاجِرَهَا عَلَى اَنَّ الْاَجْرَ بَيْنَهُمَا كَانَتِ الشَّرِكَةُ فَاسِدَةً فَاِنْ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَجْرَ الدَّابَةِ كَانَ جَمِيعُ الْاَجْرِ لِصَاحِبِ الدَّابَةِ وَلِلآخَرِ اَجْرُ مِثْلِ عَمَلِهٖ وَلَوْدَفَعَ دَابَّةً اِلَى رَجُلٍ لِيَبِيعَ عَلَيْهَا الْبَزَّ وَالطَّعَامَ عَلَى اَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا كَانَتِ الشِّرْكَةُ فَاسِدَةً بِمَنْزِلَةِ الشِّرْكَةِ بِالْعُرُوضِ وَاِذَافَسَدَتْ كَانَ الرِّبْحُ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ وَالْبَزِّ وَلِصَاحِبِ الدَّابَةِ اَجْرُمِثْلِهَا وَالْبَيْتُ وَالسَّفِيْنَةُ فِي هٰذَا كَالدَّابَةِ هٰكَذَافِي فَتَاوٰى قَاضِيخَان. وَكَذٰلِكَ لَوْ دَفَعَ شَبْكَةً لِيَصِيْدَبِهَا السَّمَكَ بَيْنَهُمَانِصْفَيْنِ فَالصَّيْدُ لِلصَّائِدِ وَلِصَاحِبِ الشَّبْكَةِ اَجْرُ مِثْلِهَا كَذَافِي مُحِيْطِ السَّرْخَسِي

ایک آدمی نے کسی شخص کو چوپایہ اس لیے دیا تا کہ وہ اسے اجرت اور کرایہ پر چلائے، اور مزدوری ان کے مابین بانٹی جائے، تو شرکت فاسد ہوگی۔ چوپائے کی وجہ سے ملنے والا کرایہ جانور کے مالک کا ہوگا اور دوسرے آدمی کے لیے اجرت مثلی ہوگی۔ اور اگر کسی آدمی کو جانور اس لیے دیا تا کہ وہ اس پر گندم اور کھانا فروخت کرے اس شرط پر کہ نفع ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا، تو شرکت فاسد ہوگی (کیونکہ اس طرح شرکت کرنا) بمنزل ،،شرکۃ بالعروض،، کے ہے اور شرکت جب فاسد ہو تو نفع کھانے اور گندم کے مالک کو ملے گا اور جانور کے مالک کو اجرت مثلی دے گا۔ گھر اور کشتی میں (یوں شراکت کرنا) چوپائے کی مثل ہے۔ ھٰکذا فی فتاوی قاضیخان۔

اور اس طرح اگر (کسی شخص کو) مچھلیوں کا شکار کرنے کے لیے ''جال'' دی تا کہ وہ آدمی مچھلیاں پکڑے پھر ان کے درمیان نصف نصف کی جائیں۔ تو شکار شکاری کے لیے ہوگا اور ''جال'' کے مالک کے لیے اجرت مثلی ہوگی۔

(فتاوی ہندیہ: ۳۳۴/۲؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اگر کسی کو ضرورت ہو وہ آلات سامان اور گاڑیاں کسی آدمی کو سپرد کرے اور اسے بلا مصروفیت اور عمل کے کچھ نفع اور عوض ملتا رہے تو اس کے جواز کے متعدد طرق ہیں، تو بھی اسے اسان ہو اختیار کرلے۔ چنانچہ چند ایک ذیل میں مندرج ہیں۔

۱۔ آلات حرفت وصنعت، گاڑیاں، دفتر، دکان اور سامان یومیہ، ماہانہ رسالانہ کرایہ پر دے دے۔ تو پھر یہ عقد اجارہ ہوگا نہ کہ ''شرکۃ العروض''۔

۲۔ انجینئر اور آلات وغیرہ استعمال کرنے والے آدمی کو تنخواہ پر ملازم رکھ لے، اسے تنخواہ دے اور کل آمد اپنے پاس رکھے

۳۔ آلات وسامان کے ساتھ تقبل اعمال اپنے ذمہ لے لے، ایسا کرنے میں شرکۃ العروض نہیں ہوگی بلکہ ''شرکۃ الصنائع''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دکان، تقبل اور عمل میں شرکت۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کی دکان ،بلڈنگ اورآفس ہوتا ہے۔اوروہی آدمی کسٹمر سے آرڈر لیتا ہے اوراسکی وجاہت سے کام بہت زیادہ ملتا ہے اوردوسرا آدمی کام کرتا ہے پھرکام کے عوض ملنے والی رقم تقسیم کر لیتے ہیں تو اس طریق شرکت میں جواز ہے۔کیونکہ ایسی شرکت ،شرکت العروض نہیں ٹھہرے گی بلکہ،شرکۃ الاعمال،،ہوگی کیونکہ جس آدمی کی دکان اور بلڈنگ ہے اسکی جانب سے تقبل بھی ہے تو گویا کہ دونوں شریک عمل کا عوض لے رہے ہیں۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَلَوْاَنَّ رَجُلاًاَجْلَسَ فِي دُكَانِهِ رَجُلاًيَطْرَحُ عَلَيْهِ الْعَمَلَ بِالنِّصْفِ فَالْقِيَاسُ اَنْ لاَتَجُوْزَ هٰذِهِ الشَّرِكَةُ لِاَنَّهَاشَرِكَةُ الْعُرُوْضِ ،لِاَنَّ مِنْ اَحَدِهِمَا الْعَمَلَ وَمِنْ الْاٰخَرِ الْحَانُوْتَ ،وَالْحَانُوْتُ مِنَ الْعُرُوْضِ ،وَشِرْكَةُ الْعُرُوْضِ غَيْرُ جَائِزَةٍ ،وَفِي الْاِسْتِحْسَانِ جَائِزَةٌ ،لِاَنَّ هٰذِهِ الشَّرِكَةَ اَلْاَعْمَالُ ،لِاَنَّهَاشِرْكَةُ التَّقَبُّلِ ،وَتَقَبُّلُ الْعَمَلِ مِنْ صَاحِبِ الْحَانُوْتِ عَمَلٌ وَشِرْكَةُ الْاَعْمَالِ جَائِزَةٌ بِلَااخْتِلَافٍ بَيْنَ اَصْحَابِنَا.

ایک آدمی نے اپنی دکان میں ایسا شخص بٹھالیاجسے مناصفہ کے عوض کام(لیکر)دیتا ہے۔تو۔(ایسی صورت)قیاساًتو جائز نہیں ۔کیونکہ یہ ’’شرکۃ العروض‘‘ ہے چونکہ ایک فریق کی طرف سے عمل ہے اوردوسرے کی جانب سے دکان ہے اوردکان عروض سے ہے اور’’شرکۃ العروض‘‘ جائز نہیں ۔البتہ(مذکورہ صورت)استحساناً جائز ہے۔کیونکہ یہ ’’شرکۃ الاعمال‘‘ ہے چونکہ(دکان کے مالک کی طرف سے فقط دکان نہیں بلکہ شرکت التقبل ہے اورکام لینادکان کے مالک کی طرف سے عمل ہے ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک شرکۃ الاعمال بلاخلاف جائز ہے۔(بدائع الصنائع:۸۵/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید منعوت لکھتے ہیں:

قَصَّارَانِ لِاَحَدِهِمَااَدَاةُ الْقِصَارَةِ وَلِلْاٰخَرِ بَيْتٌ اِشْتَرَكَاعَلٰى اَنْ يَعْمَلَابِاَدَاةِ هٰذَافِيْ بَيْتِ هٰذَاعَلٰى اَنَّ الْكَسْبَ بَيْنَهُمَانِصْفَانِ كَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا،وَكَذٰلِكَ الصَّاغَةُ وَالْخَيَّاطُوْنَ وَالصَّبَّاغُوْنَ ،لِاَنَّ الْاَجْرَ هُنَابَدَلٌ عَنِ الْعَمَلِ لَا عَنِ الْاٰلَةِ ،وَقَدْ صَارَالْعَمَلُ مَضْمُوْنًا عَلَيْهِمَافَكَانَ بَدَلُهُ لَهُمَاوَكَانَ اَحَدُهُمَامُعِيْنًالِلْاٰخَرِبِنِصْفِ الْاٰلَةِ وَالْاٰخَرُ مُعِيْنًا لَهٗ بِنِصْفِ الدُّكَانِ ،

(بدائع الصنائع:۸۶/۵؛۸۷؛مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دودوھوبی اگراس طرح شرکت کریں کہ ایک کی جانب سے اداء ۃ القصارۃ ہواوردوسرے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جانب سے مکان ہواور دونوں ملکر کام کریں اور کمائی ان کے درمیان مناصفہ پر تقسیم کی جائے تو ایسا کرنا جائز ہے اور اسی طرح درزی اور رنگریز (یعنی ایک درزی کی طرف سے آلات خیاطت مثلا سلائی مشین ،اسٹینڈ ،استری ،مقراض اور تزیین وآرائش کا سامان ہواور دوسرا آدمی دکان میسر کرے تو شرکت جائز ہے اوراسی طرح شرکت ،شرکۃ العروض کے قبیلہ سے بھی نہیں ہوگی ، بلکہ شرکۃ الصنائع بنے گی) کیونکہ اجرت عمل کاعوض ٹھہرے گی نہ کہ آلات کا۔اورعمل ان دونوں پر مضمون ہوگااوراسکا یعنی (ضمانت) کا بدل ان دونوں کے لیے ہوگااوردونوں شریک ایک دوسرے کے نصف آلہ اور نصف دکان کے ساتھ ممد ہوں گے۔(بدائع الصنائع :۸۶/۵؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَنْ یَجْلِسَ اٰخرَعَلٰی دُکَانِہٖ فَیطْرَحَ عَلَیْہِ الْعَمْلَ بِالنِّصْفِ وَالْقِیَاسُ اَنْ لَا تَجُوْزَلِاَنَّ مِنْ اَحَدِھِمَاالْعَمَلَ وَمِنَ الْاٰخرِ الْحَانُوْتَ وَاسْتَحْسَنَ جَوَازُھَا لِاَنَّ التَّقَبُّلَ مِنْ صَاحِبِ الْحَانُوْتِ عَمَلٌ اہ ومنھاما فی البحر عن البزازیۃ لِاَحَدِھِمَااٰلَۃُ الْقِصَارَۃِ وَلِلْاٰخرِبَیْتٌ اِشْتَرَکَاعَلٰی اَنْ یَعْمَلَافِیْ بَیْتِ ھٰذَاوَالْکَسَبُ بَیْنَھُمَاجَازَوَکَذَاسَائِرُ الصِّنَاعَاتِ

۔۔۔ایک آدمی اگرکسی کواپنی دکان پر بٹھائے اوراسے مناصفہ پر (کسٹمر سے لیکر) کام دے،تو ازروئے قیاس ایسا کرنا جائز نہیں ۔کیونکہ ایک شریک کی طرف سے عمل ہےاور دوسرے کی جانب سے دکان ہے۔(مگر فقہاء کرام نے ایسی صورت کو) مستحسن قراردیا ہے کیونکہ دکان کے مالک کی طرف عمل تقبل پایا جاتا ہے۔

(فتاوی شامی :۳۸۱/۳؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)..............(جاری ہے)

نئی کتاب ....ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نوراحمد شاہتاز

ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی

ہراچھے بک اسٹال پر دستیاب ہے۔

© rasailojaraid.com